کسریٰ منہاس کی تاریخ گوئی

ڈاکٹر رضوان احمد مجاہد، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ، لاہور

Abstract

Tareekh Goi is a genre of Urdu Poetry in which the date of birth or date of death or that of any other occasion is expressed in verses. In this way the specific number which stands for each alphabet is counted to get its some total (required year). In this article the discussion focuses on Tareekh Goi of Kisra Minhas who is not only a famous Urdu poet but also a critic.

کسریٰ منہاس نے تاریخ گوئی کے فن پر سیر حاصل مضامین لکھنے کے علاوہ قطعاتِ تاریخ بھی کہے ہیں۔ وہ اپنے مضامین میں جس طرح فنِ تاریخ گوئی کے رموز بیان کرتے ہیں اور اہلِ فن کے نظریات و نظائر کی روشنی میں، اس فن کے اہم مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ سب اُن کے کہے گئے قطعاتِ تاریخ میں عملاً نظر بھی آتا ہے۔

کسریٰ منہاس نے تقریباً ۳۹ شخصیات پر۶۲ قطعاتِ تاریخ کہے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے دو قطعات تاریخ، اشاعت کے حوالے سے بھی کہے ہیں۔ اُن کے کہے گئے قطعات تاریخ مادہ کے اعتبار سے ہر دو طرح کے ہیں۔ یعنی مستقل یا سالم الاعداد اور دوسرا غیر مستقل یا ناقص الاعداد۔

سالم الا عداد وہ مادۂ تاریخ ہے جو کامل ہوتا ہے اور اس کے اعداد میں کمی یا بیشی نہیں پائی جاتی ۔ اس مادہ سے وہی سال برآمد ہوتا ہے جس کا اظہار تاریخ گو کو مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً کسریٰ منہاس کا ایک مادۂ تاریخ اس طرح ہے۔

''مرقد ریاض''[۱] جو انھوں نے اپنے کسی عزیز ریاض احمد کی وفات پر کہا۔ اس مادۂ تاریخ کے عدد ۱۳۵۵ بنتے ہیں اور یہی سال ریاض احمد کی وفات کا سال ہے یعنی ۱۳۵۵ھ۔

ناقص الاعداد یا غیر مستقل ، اُس مادۂ تاریخ کو کہتے ہیں، جس کے عدد سالِ مطلوبہ سے کم یا زیادہ ہوں۔ ایسا مادۂ تاریخ مکمل نہ ہونے کی بنا پر ناقص الاعداد کہلاتا ہے۔ ناقص الاعداد مادۂ تاریخ میں تاریخ گو اپنی جدتِ طبع اور شائستگی سے اعداد میں اس طرح کمی یا بیشی کرتے ہیں کہ مطلوبہ اعداد نکل آتے ہیں۔ اس شائستہ اور مناسب عمل کا نام ''تعمیہ'' ہے۔ کسریٰ منہاس نے قطعات تاریخ میں جہاں سالم الاعداد مادۂ تاریخ کہے ہیں وہاں انھوں نے مکمل مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے ''تعمیہ'' سے بھی کام لیا ہے۔

اُن کے کہے ہوئے سالم الاعداد مادۂ تاریخ کی ایک مثال دیکھیے ۔ محمد طفیل، مدیر 'نقوش' کی وفات پر کسریٰ منہاس

نے پانچ قطعاتِ تاریخ کہے۔ ان میں سے ایک قطعۂ تاریخ جو گیارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اُن کی فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس قطعۂ تاریخ کا آخری مصرع مادۂ تاریخ ہے، جو سالم الاعداد کی خوشنما مثال ہے۔ اس قطعۂ تاریخ کا آخری شعر یوں ہے۔

آج کسریٰ! ہو گئے ہم سے جدا
''وہ ادیبِ خوش قلم، دریا نوال''

_____ ۱۴۰۶ھ _____ ۲

آخری مصرع کے اعداد ۱۴۰۶ بنتے ہیں اور یہی سالِ وفات یعنی ۱۴۰۶ھ انھیں مطلوب ہے۔ سالم الاعداد مادۂ تاریخ کی ایک اور مثال ریاض خیر آبادی، کی وفات پر کہے گئے مرثیہ میں ملتی ہے۔ کسریٰ منہاس کا یہ مرثیہ آٹھ بندوں پر مشتمل ہے۔ ہر بند میں چھ اشعار ہیں۔ اس مرثیہ کا آخری مصرع تاریخ وفات ہے۔

گا رہی ہے برلبِ کوثر یہ مصرع بار بار
دیکھو وہ آئے ریاض شاعرِ جادو نگار

_____ ۱۹۳۴ء _____ ۳

جلیل لکھنوی، جانشینِ امیر مینائی کی وفات پر کہے گئے قطعۂ تاریخ میں سالم الاعداد مادۂ تاریخ کس خوبی سے کہا ہے۔

''تو لکھ دو، سخن سنج نازک دماغ''

_____ ۱۹۴۶ء _____ ۴

کسریٰ منہاس کے قطعاتِ تاریخ میں فنِ تعمیہ کا استعمال بھی پوری مہارت سے ہوا ہے۔ انھوں نے تعمیہ کا استعمال نہایت شائستگی اور ندرت سے کیا ہے۔ فنِ تعمیہ تین طرح سے برتا جاتا ہے۔

(۱)　تعمیۂ داخلی یا تدخلہ، یعنی اگر سالِ مطلوبہ سے کچھ عدد کم ہوں تو کسی ایسے لفظ کے حرف سے کہ جس سے وہ کمی پوری ہو سکتی ہو، پوری کریں لیکن یہ عمل دلچسپ اور مناسب ہو۔

(۲)　تعمیۂ خارجی یا تخرجہ، یعنی جب مادۂ تاریخ میں سالِ مطلوبہ سے اعداد زیادہ ہوتے ہیں تو تاریخ گو کسی لطیف اور برمحل انداز سے ان اعداد کو اس طرح کم کرتا ہے کہ سالِ مطلوبہ نکل آتا ہے۔ یہ حرفی بھی ہوتا ہے اور لفظی بھی۔

(۳)　تعمیۂ داخلی و خارجی، یعنی مطلوبہ مادۂ تاریخ میں کچھ اعداد کا تخرجہ بھی کیا جاتا ہے اور تدخلہ بھی۔

کسریٰ منہاس کے قطعات تاریخ میں نہایت عمدگی سے تدخلہ اور تخرجہ کیا گیا ہے۔ انھوں نے فرحت سیدی کی وفات پر چھ قطعاتِ تاریخ کہے ہیں جو اپنی عمدگی اور برجستگی کی بنا پر لاجواب ہیں۔ ایک قطعۂ تاریخ میں تخرجہ کا شائستہ استعمال دیکھیے۔

پانچ اشعار پر مبنی اس قطعۂ تاریخ کا آخری شعر مادۂ تاریخ ہے۔ قطعہ اس طرح ہے۔

آہ فرحت شاعرِ نازک خیال　　نوجوانی میں جہاں سے چل بسے
زندگی اُن کی ہوئی نذرِ خزاں　　باغِ عالم میں نہ وہ پھولے پھلے
سو گئے وہ موت کی آغوش میں　　چھپ گئے نظروں سے اوجھل ہو گئے
خوش بیانی اُن کی اب تک یاد ہے　　گرچہ وہ اب ہیں نہ اُن کے چہچہے

بے　بہا　مصرعِ　سالِ　وفات
''زینت ملک جناں فرحت ہوے'' ۵

آخری شعر کے دوسرے مصرع میں ۱۳۷۰ اعداد پنہاں ہیں۔ جب کہ مطلوبہ سالِ وفات ۱۳۶۲ھ ہے۔ آٹھ عدد کم کرنے کے لیے کس مہارت اور سلیقہ سے شعر کے پہلے مصرع کے مرکب ''بے بہا'' سے لفظ بہا کے آٹھ عدد کا تخرجہ کیا گیا ہے۔ یوں مطلوبہ اعداد ۱۳۶۲ حاصل ہو جاتے ہیں۔ کسریٰ منہاس کے ہاں تدخلہ کا بھی خوبصورت استعما ملتا ہے۔ رسا جالندھری کی وفات پر کہے گئے اُن کے قطعۂ تاریخ میں تدخلہ کا انداز ملاحظہ ہو۔

یہ قطعۂ تاریخ گیارہ اشعار پر مبنی ہے۔ آخری شعر میں سالِ وفات پنہاں ہے۔ اس آخری شعر کے پہلے مصرع کے اعداد ۵۵۹ بنتے ہیں جب کہ دوسرے مصرع کے اعداد ۱۴۱۸ بنتے ہیں، یوں ان دونوں اعداد کے جمع کرنے سے سالِ مطلوبہ ۱۹۷۷ء برآمد ہو جاتا ہے۔

آخری شعر یوں ہے:

ارم میں ہیں وہ آج نازک زباں
____ ۵۵۹ ____ ۶
جناب رسا شاعرِ نکتہ داں = ۱۹۷۷ء

کسریٰ منہاس تاریخ گوئی کے فن پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اُن کے کہے گئے قطعاتِ تاریخ میں بہت سہولت سے اُن کی مہارت کا اظہار ہوا ہے۔ ایک قطعۂ تاریخ میں دوسنین کا برآمد کرنا، خاصا وقت طلب کام ہے۔ یعنی ایک سنۂ ہجری اور دوسرا سنۂ عیسوی۔ کسریٰ منہاس نے اپنے بیشتر قطعاتِ تاریخ میں مہارت اور سہولت سے اس عمل کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں نجم آفندی کی وفات پر کہے گئے قطعۂ تاریخ میں کس خوبصورتی سے قطعۂ کے آخری شعر کے مصرعِ اولیٰ میں سنۂ ہجری اور مصرعِ ثانی میں سنۂ عیسوی برآمد کیا ہے۔

قطعۂ تاریخ یوں ہے:

چل بسے آہ نجم آفندی　　شاعرِ نکتہ سنج وسحر نگار
شاعرِ اہلبیت تھے لاریب　　مدحتِ پنجتن تھا اُن کا شعار
کبر ونخوت سے دور رہتے تھے　　بات کے سچے، نیک تھا کردار
سالِ ہجری وعیسوی دونوں　　شعرِ کسریٰ سے ہو گئے اظہار

دُرّک دانہ، نکتہ داں شاعر

___ ۱۳۹۵ھ ___

شاعرِ نکتہ داں، گرامی تبار ۷

___ ۱۹۷۵ء ___

اسی طرح سید رضا کاظمی کی وفات پر کہے گئے قطعۂ تاریخ، جو تیرہ (۱۳) اشعار پر مشتمل ہے، کے آخری شعر کے دونوں مصرعوں میں الگ الگ مادۂ تاریخ برآمد کیے ہیں۔ پہلے مصرع سے سنۂ ہجری جب کہ دوسرے مصرع سے سنۂ عیسوی ظاہر ہوا ہے۔قطعۂ تاریخ کا آخری شعر یوں ہے۔

پاک باطن، نیک سیرت، نیک دل، صاحبِ حشم

________ ۱۳۹۸ھ ________

زینت افزائے جناں، سید رضا عالی اساس ۸

________ ۱۹۷۸ء ________

کسریٰ منہاس نے صوری تاریخیں بھی کہی ہیں، یعنی بجائے تاریخ نکالنے کے، سنۂ ،مہینہ یا دن ، جوں کا توں نظم کر دیا جائے۔ ایسی تاریخ کو تاریخ صوری کہتے ہیں۔محمد طفیل مدیر نقوش کے قطعۂ تاریخ وفات میں کسریٰ کا یہ انداز کیا خوب ہے۔

''روز شنبہ، صبحدم، چھبیسویں شوال کی'' ۹

کسریٰ منہاس نے فنِ تاریخ گوئی پر لکھتے ہوئے، اس فن کے بیشتر مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔انھی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ جس پر اکثر اساتذہ فن کی دورائے رہی ہیں، وہ الف ممدودہ کا استعمال ہے۔الف ممدودہ کے بارے میں مورخین اساتذہ نے دوطرح سے انداز اختیار کیا ہے۔ایک مکتبۂ فکر، جس میں استادانِ فارس بھی شامل ہیں، الف ممدودہ کا ایک عدد لیتا ہے۔ جب کہ دوسرا مکتبۂ فکر الف ممدودہ کے دوعدد لینا جائز سمجھتا ہے۔لیکن ثقہ اساتذہ فنِ جمل کا اتفاق ہے کہ الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب کیا جائے۔ ۱۰

اس سلسلے میں کسریٰ منہاس نے پہلے مکتبۂ فکر کی تقلید میں الف ممدودہ کا ایک عدد شمار کیا ہے۔فرحت سیدی کی وفات پر کہے گیے، اپنے ایک قطعۂ تاریخ میں وہ الف ممدودہ کا ایک عدد محسوب کرتے ہیں۔ یہ قطعۂ تاریخ دو اشعار پر مبنی ہے۔آخری مصرع میں تاریخ وفات کہی ہے اور مطلوبہ سالِ وفات ۱۳۶۲ھ برآمد کیا ہے۔

شاعر نغز گو ادیب اریب ہائے ہم میں وہ اب نہیں فرحت
سالِ رحلت ہے مصرعِ کسریٰ ''آہ جنت کے ہیں مکیں فرحت'' ۱۱

_____ ۱۳۶۲ھ _____

آخری مصرع کے لفظ 'آہ' کے الف ممدودہ کا ایک عدد شمار ہوا ہے۔اسی طرح ریاض خیر آبادی کی وفات پر کہے گئے مرثیہ کے آخری مصرع میں مادۂ تاریخ برآمد کرتے ہیں تو وہاں بھی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب کرتے ہیں۔

دیکھو وہ آئے ریاض شاعر جادو نگار ۱۲

______۱۹۳۴ء______

زیرِنظر مصرعِ تاریخ جہاں الف ممدودہ کے اعتبار سے کسریٰ منہاس کے نظری و عملی نظریات میں ہم آہنگی ظاہر کرتا ہے، وہاں یہ مصرعِ تاریخ لفظ ''آئے'' کی کتابت کے حوالے سے اُن کی نظری تنقید سے عدم مطابقت بھی ظاہر کرتا ہے۔ کسریٰ اپنے مضمون ''ہوئی کے عدد'' میں اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

'' ہوئے کے اعداد اگر ایک (ی) سے کتابت ہوگی تو (۲۱) اور اگر دو (ی) سے لکھیں گے تو (۳۱) شمار ہوں گے۔'' ۱۳

زیرِنظر مصرعِ تاریخ میں لفظ ''آئے'' کی کتابت میں دو (ی) آئی ہیں لیکن انھوں نے ایک (ی) کے عدد محسوب کیے ہیں یعنی لفظ ''آئے'' کے گیارہ اعداد لیے ہیں۔ اُن کے بیان کی روشنی میں لفظ ''آئے'' کی کتابت ''آے'' ہونی چاہیے تھی۔ اس سلسلے میں یہ خیال رہے کہ زیرِنظر مصرعِ تاریخ کہیں شائع شدہ نہیں ہے کہ کتابت کی غلطی کا احتمال ہو، بلکہ یہ مصرعِ تاریخ قلمی بیاض سے ماخوذ ہے۔

اسی طرح کسریٰ منہاس علامہ محمد اقبالؒ کی وفات پر کہے گئے اپنے قطعۂ تاریخ میں بھی لفظ ''وائے'' میں کتابت کے لحاظ سے دو (ی) استعمال کرتے ہیں جب کہ اعداد ایک (ی) کے محسوب کرتے ہیں۔ قطعۂ تاریخ اس طرح ہے۔

چل بسے ہیہات سر اقبال فخرِ ایشیا
شاعرِ نازک خیال و فلسفئی بے بدل
کسریٰ غمگیں نے لکھا ان کا یہ سالِ رحیل
''وائے گُل کیا تو نے توڑا دیکھ گل چینِ اجل'' ۱۴

______۱۳۵۷ھ______

آخری مصرع میں لفظ ''وائے'' میں دو (ی) کتابت ہوئی ہیں جب کہ ایک (ی) کے اعداد شمار ہوئے ہیں۔ کسریٰ منہاس اپنے مضمون ''اقبال اور تاریخ گوئی'' میں اسی نوع کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض اساتذہ ایسی (ئی) کو بغیر ہمزہ کے (ی) بھی کتابت کرتے ہیں اور ایک ہی (ی) کے عدد لیتے ہیں۔ صاحبِ ام التواریخ نے دانای کے (٦٦) اور (دانائی) کے ٦٧ عدد محسوب کیے ہیں۔'' ۱۵

مجموعی طور پر کسریٰ منہاس کے کہے گئے قطعاتِ تاریخ فنی و فکری لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے فنِ تاریخ گوئی میں پوری مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ فنِ تاریخ گوئی کے حوالے سے اُن کے خیالات و نظریات تقریباً مکمل شکل میں اُن کے ہاں عملی طور پر بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کی نظری تنقید اُن کی عملی کاوشوں سے ہم آہنگ ہے۔

حواشی:

۱۔ کسریٰ منہاس، قلمی بیاض مملوکہ سید مسعود حسن (پسرِ کسریٰ منہاس)
۲۔ نقوش، ماہنامہ، لاہور، محمد طفیل نمبر شمارہ نمبر ۱۳۵ جلد دوم، جولائی ۱۹۸۷ء ص: ۳۹۳
۳۔ کسریٰ منہاس، قلمی بیاض
۴۔ ایضاً
۵۔ ایضاً
۶۔ ایضاً
۷۔ رضا کار ہفت روزہ، لاہور، اربعین نمبر شمارہ نمبر ۸/۶/۷ تا ۱۶ فروری ۱۹۷۶ء
۸۔ رضا کار، لاہور شمارہ ۲۲ جلد ۴۲ ۸ جون ۱۹۷۸ء ص: ۳
۹۔ نقوش، ماہنامہ، لاہور، محمد طفیل نمبر شمارہ نمبر ۱۳۵ جلد دوم، جولائی ۱۹۸۷ء ص: ۱۳۹۴
۱۰۔ کسریٰ منہاس، فنِ تاریخ گوئی، نقوش پبلیشرز، لاہور، س۔ن، ص: ۱۱۰
۱۱۔ کسریٰ منہاس، قلمی بیاض
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ کسریٰ منہاس، فنِ تاریخ گوئی، ص: ۱۰۵
۱۴۔ کسریٰ منہاس، قلمی بیاض
۱۵۔ نقوش، لاہور، اقبال نمبر، شمارہ ۱۲۱، ستمبر ۱۹۷۷ء ص: ۳۹۱

☆☆☆